يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعۡبُدُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُمۡ وَٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ

«لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم (اس کے عذاب سے) بچو»

یہ قرآن مجید کا پہلا مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کو **"یا ایها الناس"** (اے انسانو!) کہہ کر پکارا ہے۔ اس سے پہلے صرف مومنین، کفار یا منافقین کا ذکر تھا۔ اب تمام گروہ بندیوں سے اوپر اٹھ کر پوری نوعِ انسانی کو ایک **"دعوت"** دی جا رہی ہے۔

آپ کی فرمائش کے مطابق، اس آیت کی تشریح میں **"انسانی تخلیق کے سائنسی معجزات"** اور **"عہدِ حاضر پر تطبیق"** کو یکجا کر کے پیش کیا جا رہا ہے۔

---

1. تخلیق کا کلائمکس: انسان ایک چلتا پھرتا معجزہ

(سائنسی حقائق اور آیت کی گہرائی)

آیت کا مرکزی نکتہ ہے: **"اس رب کی بندگی کرو جس نے تمہیں پیدا کیا۔"**

ہم اسے معمولی بات سمجھتے ہیں، لیکن آئیے ذرا اس **"تخلیق"** (Creation) کے اندر جھانک کر دیکھیں کہ اس "رب" نے ہمیں کیسا شاہکار بنایا ہے۔ آج کی سائنس بتاتی ہے کہ انسانی جسم کائنات کا پیچیدہ ترین نظام (Most Complex System) ہے۔

- **100 ٹریلین خلیات (Cells) کا مجموعہ:**

ایک انسانی جسم تقریباً **100 ٹریلین (100,000,000,000,000)** خلیات سے بنا ہے۔ ایک **"سیل" (Cell)** کوئی معمولی بلبلہ نہیں، بلکہ یہ ایک مکمل **"مائیکرو فیکٹری"** ہے۔ ہر سیل کے اندر بجلی گھر (Mitochondria)، ڈیٹا سینٹر (DNA)، ٹرانسپورٹ سسٹم اور ویسٹ مینجمنٹ سسٹم کام کر رہا ہے۔

غور کریں: ان 100 ٹریلین خلیات کو کون کنٹرول کر رہا ہے؟ آپ تو نہیں کر رہے! یہ وہ **"رب"** ہے جو ہر لمحہ ان کی پرورش کر رہا ہے۔

- **دل کا پمپنگ اسٹیشن:**

آپ کا دل مٹھی کے برابر گوشت کا ٹکڑا ہے، لیکن یہ ایک ایسا پمپ ہے جو **بغیر** بیٹری، بغیر سروسنگ، اور بغیر رکے 70، 80 سال دھڑکتا ہے۔ یہ روزانہ تقریباً **1 لاکھ مرتبہ** دھڑکتا ہے اور **10 ہزار لیٹر خون** پمپ کر کے جسم کے ہر کونے تک پہنچاتا ہے۔ اگر دنیا کا بہترین انجینئر بھی ایسا پمپ بنائے تو وہ کچھ سالوں میں خراب ہو جائے، لیکن رب کا بنایا ہوا یہ پمپ مسلسل کام کر رہا ہے۔

- **گردوں (Kidneys) کا فلٹریشن پلانٹ:**

انسان کے گردے خاموشی سے خون کی صفائی کرتے ہیں۔ یہ روزانہ **1500 لیٹر خون** کو فلٹر کرتے ہیں۔ دنیا میں ڈائیلاسز (Dialysis) کی مشین ایک کمرے کے برابر ہوتی ہے اور ہفتے میں تین بار تکلیف دہ عمل سے گزرنا پڑتا ہے، لیکن رب نے یہ

دو چھوٹے "فلٹرز" آپ کی کمر میں لگا دیے جو زہریلے مادوں کو پیشاب کے ذریعے باہر نکال دیتے ہیں اور آپ کو پتا بھی نہیں چلتا۔

نتیجہ:

جب انسان اپنے جسم کی اس **"انجینئرنگ"** کو دیکھتا ہے تو عقل پکار اٹھتی ہے کہ یہ سب خود بخود نہیں ہو سکتا۔ اس زبردست مشین کو بنانے والا اور چلانے والا کوئی ہے، اور اسی کا نام **"رب"** ہے، لہٰذا بندگی صرف اسی کا حق ہے۔

---

2. تفسیر القرآن بالقرآن (اپنے آپ میں غور کرو)

قرآن کریم بار بار انسان کو اس کے اپنے وجود کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ تمہیں باہر نشانی ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں، تم خود ایک نشانی ہو۔

(الف) کیا تم دیکھتے نہیں؟ (سورۃ الذاریات کی روشنی میں)

وَ فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿﴾

"اور خود تمہارے اپنے وجود میں بھی (نشانیاں ہیں)، تو کیا تم دیکھتے نہیں؟"

(سورۃ الذاریات: 21)

تطبیق:

یعنی اپنی آنکھ، کان، اور دل کی ساخت پر غور کرو۔ جدید سائنس تو آج پتا چلا رہی ہے، قرآن نے 1400 سال پہلے کہا تھا کہ اپنے اندر جھانک کر دیکھو، تمہیں رب مل جائے گا۔

(ب) تمہیں کس چیز نے دھوکے میں ڈالا؟ (سورۃ الانفطار کی روشنی میں)

یہ سارا پیچیدہ نظام بنانے کا مقصد کیا تھا؟ تاکہ انسان شکر گزار بنے۔

یٰۤاَیُّہَا الۡاِنۡسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الۡکَرِیۡمِ ۙ﴿﴾ الَّذِیۡ خَلَقَکَ فَسَوّٰىکَ فَعَدَلَکَ ۙ﴿﴾

"اے انسان! تجھے کس چیز نے اپنے کرم والے رب کے معاملے میں دھوکے میں ڈال دیا؟ (وہی) جس نے تجھے پیدا کیا، پھر تجھے درست کیا (نقش و نگار بنائے)، پھر تجھے متناسب (Balanced) بنایا۔"

(سورۃ الانفطار: 6-7)

لہٰذا، آج کے دور میں اس آیت کا پیغام یہ ہے کہ اپنی "انا" (Ego) کو چھوڑ کر اس ذات کے آگے سر جھکاؤ جس نے تمہیں **100 ٹریلین سیلز** کا یہ بہترین نظام تحفے میں دیا ہے۔

---

4. صحیح حدیث سے تائید (جوڑوں کا صدقہ)

جسم کی اس پیچیدہ ساخت کا حق کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس جسم کے ہر جوڑ پر اللہ کا شکر (عبادت) واجب ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہر انسان کے جسم میں **360 جوڑ ((Joints** پیدا کیے گئے ہیں۔

پس جس نے (ان کے شکرانے میں) 'اللہ اکبر' کہا، 'الحمد للہ' کہا، 'لا الہ الا اللہ' کہا، 'سبحان اللہ' کہا... یا راستے سے کوئی پتھر، کانٹا یا ہڈی ہٹا دی، یا نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا...

تو وہ اس دن اس حال میں شام کرے گا کہ اس نے **اپنی جان کو جہنم کی آگ سے آزاد کروا لیا ہے۔**"

(حوالہ: صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، حدیث: 2330)

ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلۡأَرۡضَ فِرَٰشًا وَٱلسَّمَآءَ بِنَآءً وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَخۡرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزۡقًا لَّكُمۡۖ فَلَا تَجۡعَلُواْ لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمۡ تَعۡلَمُونَ

«جس نے تمھارے لیے زمین کو بچھونااور آسمان کو چھت بنایااور آسمان سے مینہ برسا کر تمہارے کھانے کے لیےانواع واقسام کے میوے پیدا کئے۔ پس کسی کو خدا کا ہمسر نہ بناؤ۔ اور تم جانتے تو ہو»

.1سائنسی حقائق: آسمان ایک "محفوظ چھت" اور "واپس لوٹانے والا"

)قرآنی معجزہ اور جدید سائنس(

آیت میں آسمان کو "بِنَآءً" "عمارت/چھت) کہا گیا۔ بظاہر آسمان خالی خلا نظر آتا ہے، تو اسے عمارت کیوں کہا گیا؟ یہاں قرآن کا ایک عظیم سائنسی معجزہ چھپا ہے۔

- اوزون کی تہہ (Ozone Layer) اور واپسی کا نظام :قرآن مجید میں ایک اور مقام پر آسمان کی صفت "ذَاتِ الرَّجۡعِ" "واپس لوٹانے والا) بیان ہوئی ہے (سورۃ الطارق: 11)۔ جدید سائنس نے اب ثابت کیا ہے کہ ہماری فضا (Atmosphere)ایک ٹھوس "چھت" کی طرح کام کرتی ہے جو چیزوں کو واپس لوٹا دیتی ہے:
  1. مہلک شعاعیں :سورج سے آنے والی خطرناک الٹرا وائلٹ شعاعیں جب اوزون کی تہہ سے ٹکراتی ہیں تو یہ تہہ انہیں خلا میں واپس لوٹا دیتی ہے۔ اگر یہ چھت نہ ہوتی تو زمین پر زندگی کینسر سے ختم ہو جاتی۔
  2. پانی کے بخارات :سمندر سے اٹھنے والے بخارات جب اوپر جاتے ہیں تو یہ فضا انہیں روک کر بادل بناتی ہے اور بارش کی صورت میں زمین پر واپس لوٹا دیتی ہے۔ اگر یہ "چھت" نہ ہوتی تو سارا پانی خلا میں اڑ جاتا۔

نتیجہ :اللہ نے آسمان کو واقعی ایک ایسی "بنائی ہوئی عمارت" کی طرح رکھا ہے جو ہمیں بیرونی خطرات (شہابِ ثاقب وغیرہ) سے بچاتی ہے۔

.2فطرت کا مشاہدہ: بیج سے پھل تک کا حیرت انگیز سفر

)عدم سے وجود اور مٹی کا کمال(

آیت میں فرمایا" :پھر اس پانی سے تمہارے لیے پھل نکالے۔ "یہ جملہ پڑھنے میں سادہ ہے، لیکن اس کے پیچھے ایک پورا کارخانہ (System) چل رہا ہے جسے دیکھ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

- مٹی اور بیج کا معجزہ :مٹی (Soil) بظاہر ایک بے جان اور حقیر چیز ہے، جسے ہم پاؤں تلے روندتے ہیں۔ لیکن اسی "کالی مٹی" میں جب ایک بیج جاتا ہے، تو اللہ کا نظام اسے پھاڑ کر کونپل نکالتا ہے۔ دنیا کے سارے سائنسدان مل کر اپنی لیبارٹریز میں ایک بیج (Seed)نہیں بنا سکتے جس میں زندگی اگانے کی صلاحیت ہو۔ یہ صرف اللہ ہے جو "عدم (Nothingness) "سے وجود بخشتا ہے۔
- خوارک کی ترسیل :(Against Gravity) کبھی سوچیں کہ پانی ہمیشہ اوپر سے نیچے گرتا ہے (کشش ثقل کی وجہ سے)، لیکن درختوں کے اندر اللہ نے ایسا پمپنگ سسٹم (Xylem/Capillary Action) لگایا ہے کہ پانی زمین سے چوس کر کشش ثقل کے خلاف اوپر جاتا ہے اور سو فٹ اونچے درخت کے آخری پتے تک پہنچتا ہے۔
- ایک پانی، الگ ذائقے :اللہ کی قدرت کا "کلائمکس" یہ ہے کہ زمین وہی ہے، پانی بھی وہی) ایک جیسا کیمیکل فارمولا (H2O ہے، لیکن اسی پانی سے:
  - لیموں میں کھٹاس آتی ہے۔
  - آم میں مٹھاس آتی ہے۔
  - مرچ میں کڑواہٹ آتی ہے۔
  - گلاب میں خوشبو آتی ہے۔ سائنس اس بات کا جواب دینے سے قاصر ہے کہ ان پودوں کو کس نے "پروگرام" کیا کہ تم نے پانی سے میٹھا بنانا ہے اور تم نے کڑوا؟
- مفت رزق :(Oxygen) آیت میں "رزق" کا ذکر ہے۔ بہترین رزق صرف کھانا نہیں، بلکہ آکسیجن ہے۔ ہسپتال میں آکسیجن سلنڈر ہزاروں روپے کا ملتا ہے، لیکن اللہ نے درختوں کے ذریعے یہ زندگی بخش گیس ہمیں بالکل مفت فراہم کر رکھی ہے۔ کیا ہم نے کبھی اس "فری مین" سپلائی پر شکر ادا کیا؟

.3تفسیر القرآن بالقرآن (تخلیق اور شرک کی ممانعت)

اس آیت کا بنیادی مقصد یہ سمجھانا ہے کہ جب پیدا کرنے والا اور کھلانے والا ایک ہے، تو پھر جھکتے دوسروں کے آگے کیوں ہو؟

)الف) کیا وہ خود پیدا ہو گئے؟ (سورۃ الطور کی زبردست دلیل)

آپ نے سورۃ الطور کا حوالہ دیا، جو اس موضوع پر سب سے بڑی عقلی دلیل ہے۔ جو لوگ اللہ کا انکار کرتے ہیں، اللہ ان سے پوچھتا ہے:

اَمۡ خُلِقُوۡا مِنۡ غَيۡرِ شَىۡءٍ اَمۡ هُمُ الۡخٰلِقُوۡنَ ۞ "کیا یہ بغیر کسی (خالق) کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود اپنے خالق ہیں؟) "سورۃ الطور: 35(

وضاحت :سائنس کا بنیادی اصول ہے) "Matter can neither be created nor destroyed by itself" :مادہ نہ خود بن سکتا ہے نہ ختم ہو سکتا ہے)۔ تو یہ کائنات، یہ بیج، یہ انسان کس نے بنایا؟ یقیناً ایک خالق ہے، اور جب وہ خالق ہے تو پھر "الٰہ" (معبود) بھی وہی ہے۔

)ب) ایک پانی اور مختلف پھل (سورة الرعد کی روشنی میں)

سورۃ البقرہ میں پھلوں کے نکلنے کا ذکر ہے، سورۃ الرعد میں اس کی مزید تفصیل ہے کہ یہ اللہ کی وحدانیت کی دلیل ہے۔

...وَّ نُسۡقِیۡهِ بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۟ وَ نُفَضِّلُ بَعۡضَهَا عَلٰی بَعۡضٍ فِی الۡاُکُلِ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ۝ ..."اور ان سب کو ایک ہی پانی پلایا جاتا ہے، مگر ہم ذائقے میں بعض کو بعض پر فضیلت دیتے ہیں۔ یقیناً اس میں عقل رکھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔) "سورۃ الرعد: 4(

.4عہدِ حاضر پر تطبیق: جدید دور کے "انداد" (شریک)

آیت کے آخر میں فرمایا" :پس تم اللہ کے مدمقابل (انداد) نہ بناؤ۔ "آج کے دور میں ہم لکڑی کے بتوں کو تو نہیں پوجتے، لیکن ہم نے نئے "شریک" بنا لیے ہیں:

1. نیچر / (Nature) مدر ارتھ :لوگ کہتے ہیں "یہ قدرت کا کمال ہے" یا "نیچر نے ہمیں دیا"۔ یہ شرک ہے، کیونکہ دینے والا نیچر نہیں، نیچر کا خالق)اللہ) ہے۔
2. سائنس اور اسباب :ہم سمجھتے ہیں کہ دوا نے شفا دی، یا باس (Boss) نے رزق دیا، یا ہماری ڈگری نے نوکری دی۔ یہ سب "اسباب" ہیں، لیکن ان کے پیچھے "مسبب الاسباب" اللہ ہے۔ جب ہم اللہ کو بھول کر صرف اسباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں، تو ہم اللہ کے "انداد (Rivals) "کھڑے کر رہے ہوتے ہیں۔

.5صحیح حدیث سے تائید (سب سے بڑا گناہ)

اس آیت میں شرک کی ممانعت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے واضح فرمایا کہ جب تخلیق اللہ نے کی ہے، تو غیر اللہ کو پکارنا سب سے بڑا ظلم ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا" :یا رسول اللہ! اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ "آپ ﷺ نے فرمایا" :أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ" "یہ کہ تم اللہ کا کوئی شریک (مد مقابل) ٹھہراؤ، حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔"

)حوالہ: صحیح بخاری: 4477 | صحیح مسلم: 86(

خلاصہ :یہ آیت ہمیں "توحید "کا درس دیتی ہے۔ جب زمین کا بچھونا، آسمان کی چھت، بارش کا نظام، اور پھلوں کا رزق سب اللہ کا انتظام ہے، تو پھر اطاعت، محبت اور سجدہ بھی صرف اسی کا حق ہے۔

وَإِن كُنتُمۡ فِي رَيۡبٖ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلَىٰ عَبۡدِنَا فَأۡتُواْ بِسُورَةٖ مِّن مِّثۡلِهِۦ وَٱدۡعُواْ شُهَدَآءَكُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ إِن كُنتُمۡ صَٰدِقِينَ

«اور اگر تم کو اس (کتاب) میں، جو ہم نے اپنے بندے (محمد ﷺ عربی) پر نازل فرمائی ہے کچھ شک ہو تو اسی طرح کی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ اور خدا کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں ان کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو»

یہ آیت قرآن کریم کا سب سے بڑا "چیلنج (The Grand Challenge) "ہے۔ 1400 سال گزر گئے، سائنس کہاں سے کہاں پہنچ گئی، لیکن یہ چیلنج آج بھی "اوپن (Open) "ہے اور قیامت تک رہے گا۔

.1عہدِ حاضر کے تناظر میں: مصنوعی ذہانت (AI) اور قرآن کا چیلنج

آیت میں فرمایا" :اگر تم سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت بنا لاؤ اور اپنے مددگاروں (Experts) کو بھی بلا لو۔"

آج کا دور "مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) "کا دور ہے۔ آج چیٹ جی پی ٹی(ChatGPT) ، جیمنائی (Gemini)اور سپر کمپیوٹرز (Supercomputers) موجود ہیں۔ یہ AI سیکنڈوں میں شیکسپیئر جیسا ڈرامہ لکھ سکتا ہے، غالب جیسی غزل کہہ سکتا ہے، اور آئنسٹائن جیسی تھیوری لکھ سکتا ہے۔ لیکن قرآن کا چیلنج آج کے اس AI"دور " میں بھی اٹل ہے:

- ڈیٹا بمقابلہ "روح :"سپر کمپیوٹرز کے پاس دنیا بھر کے الفاظ کا ڈیٹا ہے، وہ الفاظ کو جوڑ تو سکتے ہیں لیکن وہ کلام میں "تاثیر "اور "روح "نہیں ڈال سکتے۔ قرآن وہ کلام ہے جسے سن کر حضرت عمرؓ کا دل پگھل گیا تھا۔ AI ایسا جملہ نہیں بنا سکتا جو 14 صدیاں گزرنے کے بعد بھی کروڑوں انسانوں کو تہجد میں رلا دے۔
- مستقبل کی خبریں :قرآن نے روم کی فتح، فرعون کی لاش کے محفوظ ہونے، اور ایمبریولوجی (ماں کے پیٹ کے اندھیروں) کی جو خبریں دیں، کوئی انسانی ذہن یا کمپیوٹر اس وقت یہ پیشین گوئیاں نہیں کر سکتا تھا۔
- تضاد سے پاک :انسان یا مشین جتنا مرضی لکھ لے، اس میں کہیں نہ کہیں تضاد (Contradiction) آ ہی جاتا ہے۔ قرآن 23 سال میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا، لیکن اس کے پہلے لفظ سے آخری لفظ تک کوئی ٹکراؤ نہیں۔

لہٰذا آج کے دور میں اگر تمام سائنسدان اور تمام AI ماڈلز مل کر بھی کوشش کریں تو قرآن کی "ایک سورت) "جیسے سورۃ الکوثر کی تین لائنیں) جیسی فصاحت، بلاغت اور سچائی پیش نہیں کر سکتے۔

.2تفسیر القرآن بالقرآن (چیلنج کے درجات)

قرآن کریم نے منکرین کو یہ چیلنج ایک دم نہیں دیا، بلکہ انہیں موقع دیا کہ اپنی پوری طاقت لگا لو۔ قرآن میں یہ چیلنج چار مراحل (Stages) میں آیا ہے:

1. پورا قرآن لانے کا چیلنج:

"کہہ دیجیے! اگر تمام انسان اور جنات مل کر بھی اس قرآن جیسا لانا چاہیں تو نہیں لا سکیں گے، چاہے وہ ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ بن جائیں۔) "سورۃ بنی اسرائیل: 88(

2. دس سورتیں لانے کا چیلنج :جب وہ پورا قرآن نہ لا سکے تو اللہ نے رعایت دی:

"کہہ دو! پھر تم اس جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں ہی لے آؤ) "...سورۃ ہود: 13(

3. ایک سورت لانے کا چیلنج :جب وہ بری طرح ناکام ہوئے تو اللہ نے سب سے آسان ٹاسک دیا (جو زیر تفسیر آیت ہے):

"تو اس جیسی ایک ہی سورت لے آؤ) "...سورۃ البقرہ: 23(

4. ایک بات (حدیث) لانے کا چیلنج :ایک اور جگہ فرمایا" :تو پھر اس جیسی کوئی ایک بات ہی بنا لاؤ۔) "سورۃ الطور: 34(

نتیجہ :عرب کے لوگ زبان کے ماہر (Linguists) تھے، شاعری ان کی گھٹی میں پڑی تھی، لیکن وہ قرآن کے سامنے گونگے ہو گئے۔ یہ ان کی عاجزی اس بات کا ثبوت تھی کہ یہ کلام کسی بشر کا نہیں ہو سکتا۔

.3لطیف نکتہ: "عَلٰی عَبْدِنَا" (ہمارے بندے پر)

اللہ نے یہ نہیں کہا کہ "جو ہم نے محمد (ﷺ) پر نازل کیا"، بلکہ فرمایا "جو ہم نے اپنے بندے (عبد) پر نازل کیا"۔ اس میں ایک بہت بڑی حکمت ہے:

- یہ چیلنج دراصل رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے۔ کفار کہتے تھے کہ یہ کلام محمد (ﷺ) نے خود گھڑ لیا ہے۔
- اللہ فرما رہا ہے کہ یہ میرا "بندہ "ہے، یہ "اُمی (Unlettered) "ہے، اس نے کسی یونیورسٹی سے فلسفہ یا شاعری نہیں پڑھی۔ اگر تمہیں شک ہے تو تم تو پڑھے لکھے ہو، تم بنا لاؤ ایسی سورت!
- ایک ان پڑھ (ظاہری اعتبار سے) کے منہ سے ایسا کلام نکلنا جو قیامت تک کی سائنس اور قانون کی بنیاد بن جائے، یہ بذاتِ خود ایک معجزہ ہے۔

.4صحیح حدیث سے تائید (ابدی معجزہ)

ہر نبی کو اس کے دور کے حساب سے معجزے دیے گئے (جیسے موسیٰ علیہ السلام کو جادو کے دور میں عصا دیا گیا، عیسیٰ علیہ السلام کو طب کے دور میں شفایابی دی گئی)۔ چونکہ ہمارا دور اور قیامت تک کا دور "علم، سائنس اور عقل "کا دور ہے، اس لیے نبی کریم ﷺ کو "قرآن" دیا گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" :انبیاء میں سے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جسے نشانیاں (معجزات) نہ دی گئی ہوں جن پر انسان ایمان لائے۔ لیکن مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ 'وحی' (قرآن) ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی ہے۔ اس لیے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن تمام انبیاء سے زیادہ میرے پیروکار ہوں گے (کیونکہ یہ معجزہ قیامت تک باقی رہے گا)۔"

)حوالہ: صحیح بخاری: 4981 | صحیح مسلم: 152(

وضاحت :موسیٰ علیہ السلام کا عصا آج موجود نہیں، عیسیٰ علیہ السلام کی مردوں کو زندہ کرنے کی کیفیت ہم دیکھ نہیں سکتے، لیکن قرآن کا معجزہ آج بھی ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے اور ہر دور کے فرعونوں اور ملحدوں کو چیلنج کر رہا ہے۔

فَإِن لَّمۡ تَفۡعَلُواْ وَلَن تَفۡعَلُواْ فَٱتَّقُواْ ٱلنَّارَ ٱلَّتِي وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلۡحِجَارَةُۖ أُعِدَّتۡ لِلۡكَٰفِرِينَ

«لیکن اگر (ایسا) نہ کر سکو اور ہر گز نہیں کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے (اور جو) کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے»

پچھلی آیت میں "چیلنج" دیا گیا تھا، اس آیت میں اس چیلنج کا "نتیجہ "اور "انجام "بیان کیا گیا ہے۔

.1عہدِ حاضر کے تناظر میں: مستقبل کی حتمی خبر(The Absolute Prediction)

آیت کا ٹکڑا ہے" :وَلَن تَفۡعَلُواْ) "اور تم ہرگز ایسا نہیں کر سکو گے)۔ یہ قرآن کا وہ معجزانہ جملہ ہے جو آج کی "سائنسی منطق (Scientific Logic) "پر پورا اترتا ہے۔

- رسک (Risk) اور اعتماد :جب کوئی مصنف (Author) کتاب لکھتا ہے تو وہ محتاط رہتا ہے۔ وہ کہتا ہے "شاید آپ ایسا نہ کر سکیں"۔ لیکن قرآن 1400 سال پہلے پورے یقین سے کہہ رہا ہے کہ تم "کبھی نہیں (Never) "کر سکو گے۔
- تاریخی ثبوت :آج 14 صدیاں گزر گئیں۔ عرب کے بڑے بڑے شعراء، مستشرقین(Orientalists) ، اور آج کے دور کی "مصنوعی ذہانت (AI) "سب موجود ہیں، لیکن یہ پیشین گوئی آج تک 100٪ سچ ثابت ہوئی ہے۔ اگر یہ انسانی کلام ہوتا تو 1400 سال میں کوئی تو اسے غلط ثابت کر دیتا۔ یہ "وَلَن تَفۡعَلُواْ "بذاتِ خود اس کتاب کے سچا ہونے کی دلیل ہے۔

.2سائنسی حقیقت: انسان اور پتھر بطور "ایندھن(Fuel) "

آیت میں فرمایا گیا" :اس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ "عام آگ لکڑی، کوئلے یا گیس سے جلتی ہے۔ یہ کیسی آگ ہے جو پتھروں اور انسانوں کو جلائے گی؟

- پتھر کیوں؟ سائنس بتاتی ہے کہ عام آگ کا درجہ حرارت اتنا نہیں ہوتا کہ پتھر کو "ایندھن" بنا دے۔ پتھر زیادہ سے زیادہ پگھل کر "لاوا (Lava) "بن سکتا ہے، لیکن "جل" نہیں سکتا۔ یہ آیت اشارہ کر رہی ہے کہ جہنم کی آگ کا درجہ حرارت (Temperature) ہماری دنیا کی آگ سے بالکل مختلف ہے۔ یہ اتنی شدید ہے کہ "Non-flammable" (نہ جلنے والی) چیزیں یعنی پتھر بھی وہاں کوئلے کی طرح جلیں گے۔
- کاربن کی کیمسٹری :انسان کا جسم بھی کاربن (Carbon) پر مشتمل ہے اور بعض پتھر (جیسے کوئلہ یا ہیرے) بھی کاربن کی شکلیں ہیں۔ سائنس کے مطابق جب مادہ انتہائی شدید حرارت میں آتا ہے تو وہ ایندھن بن جاتا ہے۔ یہ آیت اشارہ ہے اس ہولناک "فزکس" کی طرف جہاں مادہ (Matter) خود آگ کا حصہ بن جائے گا۔

.3تفسیر القرآن بالقرآن (پتھروں کا راز)

یہ "پتھر" کون سے ہیں؟ قرآن ہی اس کی تفسیر کرتا ہے۔

)الف) بت بطور ایندھن (سورۃ الانبیاء کی روشنی میں)

یہ پتھر وہ "بت" ہیں جنہیں لوگ دنیا میں پوجتے تھے۔ اللہ انہیں ان کے خداؤں سمیت جہنم میں ڈالے گا تاکہ ان کی نفسیاتی تکلیف میں اضافہ ہو۔

اِنَّكُمۡ وَ مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ ۞ "بیشک تم اور وہ (بت) جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے، جہنم کا ایندھن (لکڑیاں) ہو۔) "سورۃ الانبیاء: 98(

)ب) فیملی کو بچانے کا حکم (سورۃ التحریم کی روشنی میں)

سورۃ البقرہ میں کافروں کو ڈرایا گیا، جبکہ سورۃ التحریم میں مومنوں کو حکم دیا گیا کہ اس خطرناک آگ سے اپنے گھر والوں کو بچاؤ۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ وَ اَهۡلِیۡكُمۡ نَارًا وَّقُوۡدُهَا النَّاسُ وَ الۡحِجَارَةُ ...۞ "اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں) "...سورۃ التحریم: 6(

.4اہم نکتہ: "اُعِدَّتۡ" (تیار کر دی گئی ہے)

اللہ نے فرمایا" :جو تیار کی جا چکی ہے"۔ اس سے پتا چلا کہ جہنم کوئی مستقبل کا منصوبہ نہیں، بلکہ وہ "وجود " (Exists)میں آ چکی ہے۔ جدید مثال :جس طرح کائنات میں "بلیک ہولز (Black Holes) "موجود ہیں جو ہر چیز کو نگل لیتے ہیں اور وہاں سے واپسی ممکن نہیں، اسی طرح اللہ نے آخرت کے مجرموں کے لیے ایک بہت بڑا قید خانہ "تیار" کر رکھا ہے۔ ہم اسے دیکھ نہیں سکتے کیونکہ وہ ہماری نظروں سے پردے میں ہے (غیب ہے)، لیکن وہ تیار ہے۔

.5صحیح حدیث سے تائید (آگ کی شدت)

آیت میں پتھروں کے جلنے کا ذکر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس آگ کی شدت کو دنیا کی آگ سے موازنہ کر کے سمجھایا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" :تمہاری یہ آگ جسے انسان جلاتا ہے، یہ جہنم کی آگ کا 70واں حصہ ہے۔ "صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جلانے کے لیے تو یہ (دنیا کی آگ) ہی کافی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا" :اس پر 69 درجے فضیلت (تیزی) دی گئی ہے، اور ہر درجے کی حرارت اس دنیا کی آگ کے برابر ہے۔"

)حوالہ: صحیح بخاری: 3265 | صحیح مسلم: 2843(

وَبَشِّرِ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ أَنَّ لَهُمۡ جَنَّٰتٖ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُۖ كُلَّمَا رُزِقُواْ مِنۡهَا مِن ثَمَرَةٖ رِّزۡقٗا قَالُواْ هَٰذَا ٱلَّذِي رُزِقۡنَا مِن قَبۡلُۖ وَأُتُواْ بِهِۦ مُتَشَٰبِهٗاۖ وَلَهُمۡ فِيهَآ أَزۡوَٰجٞ مُّطَهَّرَةٞۖ وَهُمۡ فِيهَا خَٰلِدُونَ

«اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، ان کو خوشخبری سنادو کہ ان کے لیے (نعمت کے) باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ جب انہیں ان میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے، یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا۔ اور ان کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوے دیئے جائیں گے اور وہاں ان کے لیے پاک بیویاں ہوں گی اور وہ بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے»

پچھلی آیت میں **"ترہیب"** "ڈرانا) تھا، اب اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے کہ وہ فوراً **"ترغیب"** "امید دلانا) لاتے ہیں تاکہ بندہ مایوس نہ ہو۔ یہ "نفسیاتی توازن (Psychological Balance) "کا شاہکار ہے۔

.1عہدِ حاضر کے تناظر میں: "باغات اور نہریں" ہی کیوں؟

)نفسیاتی سکون اور(Biophilia Effect

اللہ نے جنت کا نقشہ کھینچتے ہوئے سب سے پہلے **"باغات اور بہتی نہروں** "کا ذکر کیا۔ جدید سائنس اور نفسیات (Psychology)اس انتخاب کی حکمت واضح کرتی ہیں:

- **بایوفیلیا ایفیکٹ :(Biophilia Effect)** انسان فطرت (Nature) سے محبت کرنے کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے۔ ریسرچ بتاتی ہے کہ "بہتے پانی کی آواز" اور "سبزہ" انسانی دماغ میں کورٹیسول (Stress Hormone) کو کم کرتے ہیں۔ آج کا انسان کنکریٹ کے جنگلوں اور ٹریفک کے شور میں ذہنی مریض بن چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ بتا رہا ہے کہ "الٹی میٹ سکون (Ultimate Peace) "فائیو سٹار ہوٹل کے بند کمرے میں نہیں، بلکہ فطرت (Water & Greenery)کے درمیان ہے۔
- **جنت کی نہریں :**دنیا میں نہر کھودنی پڑتی ہے، لیکن حدیث میں آتا ہے کہ جنت کی نہریں **"بغیر گڑھے کے** "زمین کے اوپر بہہ رہی ہوں گی (کشش ثقل کا الگ قانون)۔ یہ پانی کا ایسا نظام ہوگا جو ہماری دنیا کی فزکس سے بالا تر ہے۔

.2سائنسی اور عقلی نکتہ: پھل "ہم شکل" کیوں؟(Mutashabiha)

آیت میں ایک بہت دلچسپ بات ہے: جنتی پھل دیکھ کر کہیں گے *"ارے! یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے (دنیا میں) ملا تھا "* کیونکہ وہ شکل میں ملتے جلتے ہوں گے (سیب، انار، انگور وغیرہ)۔ سوال یہ ہے کہ اللہ نے وہاں کوئی بالکل نئی چیز (Alien Food)کیوں نہیں رکھی؟

- **مانوسیت کا سکون :(Psychology of Familiarity)** انسانی نفسیات ہے کہ وہ بالکل اجنبی چیز کھانے سے گھبراتا ہے (کہ پتا نہیں ذائقہ کیسا ہو)۔ اللہ تعالیٰ نے "سرپرائز" اور "کمفرٹ" دونوں کو جمع کر دیا:
  1. **دیکھنے میں مانوس :**شکل دیکھ کر انسان کو اپنایت محسوس ہوگی (مثلاً آم یا انگور)۔
  2. **کھانے میں سرپرائز :**جیسے ہی کھائے گا، ذائقہ دنیا سے کروڑوں گنا بہتر اور الگ ہوگا۔ یہ "پریزنٹیشن" کا کمال ہے کہ چیز جانی پہچانی ہو، لیکن کوالٹی ایسی ہو کہ انسان دنگ رہ جائے۔
- **جینیاتی فرق :**سائنس کہتی ہے کہ ڈی این اے (DNA) میں ذرا سی تبدیلی سے پھل کا سائز اور ذائقہ بدل جاتا ہے۔ جنت کے پھلوں کی "جینیاتی انجینئرنگ" اللہ نے ایسی کی ہے کہ نام اور شکل وہی ہوگی، لیکن مٹھاس اور تاثیر بالکل الگ۔

3.تفسیر القرآن بالقرآن (پاکیزہ جوڑے)

آیت میں فرمایا" :**اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ** "پاکیزہ بیویاں/شوہر)۔ یہاں لفظ **"مُطَهَّرَة "**پاک کی ہوئی) استعمال ہوا ہے۔ اس کی تفسیر قرآن اور احادیث سے یوں ملتی ہے:

- **جسمانی پاکیزگی :**دنیا میں بہترین جیون ساتھی کے ساتھ بھی "صفائی" کے مسائل ہوتے ہیں (پسینه، بدبو، حیض و نفاس، حاجت وغیرہ)۔ سورۃ الواقعه اور الرحمٰن میں بتایا گیا که جنت میں یه سب "بائیولوجیکل ویسٹ " (Biological Waste)ختم کر دیا جائے گا۔ وہاں نه پسینه ہوگا، نه میل کچیل۔
- **اخلاقی پاکیزگی (سورۃ حٰم السجده کے مفہوم میں) :**دنیا میں میاں بیوی میں لڑائی، شک، غصه اور بدزبانی ہوتی ہے۔ "مطہرہ" کا مطلب ہے که ان کے دل بھی پاک ہوں گے۔ نه کوئی طعنه دے گا، نه موڈ خراب کرے گا، نه شک کرے گا۔ یه ہے "ایموشنل ڈیٹوکس(Emotional Detox) "۔

4.سب سے بڑی نعمت: ہمیشگی(Khalidoon)

آیت کا آخری لفظ ہے" :**وَهُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ** "وہ اس میں ہمیشه رہیں گے)۔

آج کا اطلاق :آج اگر آپ دنیا کے امیر ترین شخص بھی بن جائیں، آپ کے پاس سب سے مہنگا گھر اور بہترین کھانا ہو، تب بھی آپ کے دل میں ایک "ڈر (Fear) "رہتا ہے" :*یه سب چھین جائے گا یا میں مر جاؤں گا*(Death Anxiety) "۔ یه ڈر انسان کو مکمل خوش نہیں ہونے دیتا۔ جنت کا سب سے بڑا "فیچر (Feature) "یه ہے که وہاں **"موت کو موت آ جائے گی"**۔ آپ کو پتا ہوگا که یه اربوں سال کی بادشاہت اب مجھ سے کوئی نہیں چھین سکتا۔ یه ہے حقیقی "فنانشل فریڈم" اور "لائف سکیورٹی"۔

5.صحیح حدیث سے تائید (جنت کی تعمیر)

آیت میں جنت کے باغات کا ذکر ہے۔ صحابه نے پوچھا که یه جنت بنی کس چیز سے ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنه سے روایت ہے که میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں جنت کی عمارتوں کے بارے میں بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا)" :وہاں کی دیواروں کی) ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی۔ ان کا گارا (جو اینٹوں کو جوڑتا ہے) تیز خوشبودار کستوری (Musk) کا ہے۔ اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں۔ اور اس کی مٹی زعفران ہے۔ جو اس میں داخل ہو گیا وہ ہمیشه خوش رہے گا، کبھی غمگین نہیں ہوگا(Depression Free) ۔ ہمیشه زنده رہے گا، کبھی نہیں مرے گا۔ نه ان کے کپڑے پرانے ہوں گے اور نه ان کی جوانی فنا ہوگی۔"

)حواله: سنن ترمذی: 2526 - امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے(

۞إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَسْتَحْىِۦٓ أَن يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ۖ وَأَمَّا ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ فَيَقُولُونَ مَاذَآ أَرَادَ ٱللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهِۦ كَثِيرًا وَيَهْدِى بِهِۦ كَثِيرًا ۚ وَمَا يُضِلُّ بِهِۦٓ إِلَّا ٱلْفَٰسِقِينَ

«اللہ اس بات سے عار نہیں کرتا کہ مچھر یا اس سے بڑھ کر کسی چیز (مثلاً مکھی مکڑی وغیرہ) کی مثال بیان فرمائے۔ جو مومن ہیں، وہ یقین کرتے ہیں وہ ان کے پروردگار کی طرف سے سچ ہے اور جو کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس مثال سے خدا کی مراد ہی کیا ہے۔ اس سے (خدا) بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو ہدایت بخشتا ہے اور گمراہ بھی کرتا تو نافرمانوں ہی کو»

یہ آیت ان لوگوں کے منہ بند کرنے کے لیے نازل ہوئی جو قرآن کی مثالوں (جیسے مکھی، مکڑی) پر اعتراض کرتے تھے کہ "اتنا بڑا خدا اتنی چھوٹی چیزوں کی باتیں کیوں کرتا ہے؟" اللہ نے جواب دیا کہ بات **"سائز" (Size)** کی نہیں، **"ڈیزائن" (Design)** کی ہے۔

1. سائنسی معجزہ: مچھر—ایک چلتی پھرتی لیبارٹری

(Engineering Marvel)

اللہ نے فرمایا: *"مچھر کی مثال... یا جو اس کے اوپر ہے۔"* ہم مچھر کو ایک حقیر اور تنگ کرنے والا کیڑا سمجھتے ہیں، لیکن اگر آج کی جدید سائنس (مائیکرو بائیولوجی اور انجینئرنگ) کی نظر سے دیکھیں تو ایک مچھر انسان کے بنائے ہوئے "جمبو جیٹ" سے زیادہ پیچیدہ ہے۔

- **100 آنکھیں اور تھرمل سینسر:** چھوٹی مچھر کے سر پر بظاہر دو آنکھیں نظر آتی ہیں، لیکن درحقیقت یہ **100 آنکھوں** (Compound Eyes) کا مجموعہ ہیں۔ اس کے پاس "ہیٹ سینسرز" (Heat Sensors) لگے ہیں جو بالکل **نائٹ وژن چشموں** کی طرح کام کرتے ہیں۔ یہ اندھیرے میں بھی آپ کے جسم کی گرمی سے آپ کی رگیں (Veins) ڈھونڈ لیتا ہے۔
    - **کیمیکل لیبارٹری:** جب مچھر کاٹتا ہے تو ہمیں فوراً پتا کیوں نہیں چلتا؟ کیونکہ یہ اپنا ڈنک مارنے سے پہلے ہماری جلد کو **"سَن" (Anesthesia)** کرتا ہے (یعنی نشہ آور دوا لگاتا ہے)۔ پھر یہ ایک اور کیمیکل (Blood Thinner) ڈالتا ہے تاکہ خون جمے نہ اور آسانی سے پائپ میں آ سکے۔ یہ اتنی چھوٹی سی جان کے اندر پوری کیمیکل فیکٹری کس نے لگائی؟
- **آیت کا معجزہ: "مَا فَوْقَهَا" (جو اس کے اوپر ہے)** عربی میں *"فَوْقَهَا"* کا مطلب "اس سے بڑھ کر" بھی ہے اور "اس کے اوپر" بھی۔ جدید مائیکروسکوپ نے ثابت کیا ہے کہ مچھر کے جسم کے اوپر مزید چھوٹے جاندار اور **مائیکروسکوپک کیڑے** (Bacteria/Parasites) رہتے ہیں جو اس کا خون چوستے ہیں۔ 1400 سال پہلے کسے پتا تھا کہ مچھر کے اوپر بھی ایک دنیا آباد ہے؟ یہ قرآن کا "مائیکرو بائیولوجیکل" معجزہ ہے۔

---

2. تفسیر القرآن بالقرآن (چھوٹی چیزوں میں بڑی نشانیاں)

قرآن نے بار بار چھوٹی مخلوقات کی مثال دے کر انسانی عقل کو چیلنج کیا ہے۔ اعتراض کرنے والوں کو قرآن دوسرے مقام پر یوں جواب دیتا ہے:

الف) مکھی کا چیلنج (سورۃ الحج کی روشنی میں)):

اعتراض تھا کہ مچھر مکھی کا ذکر کیوں؟ اللہ نے فرمایا کہ تم سب مل کر ایک مکھی تو بنا کر دکھاؤ!

اے لوگو! ایک "﴿... **يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ** مثال بیان کی جاتی ہے، اسے غور سے سنو۔ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ **ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے،** اگرچہ وہ سب اس کام کے لیے جمع ہو جائیں۔" *(سورۃ الحج: 73)*

نتیجہ: مچھر ہو یا مکھی، یہ اللہ کی **"تخلیقی قدرت" (Creative Power)** کا شاہکار ہیں۔ چھوٹی چیز بنانا زیادہ مشکل (Nano-technology) ہوتا ہے بنسبت بڑی چیز کے۔

ب) علم سے گمراہی (سورۃ الجاثیہ کی روشنی میں)):

آیت میں فرمایا کہ اللہ اسی مثال سے "بہت سوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہت سوں کو ہدایت دیتا ہے"۔ کچھ لوگ سائنس پڑھ کر اللہ کے قریب ہو جاتے ہیں (ہدایت)، اور کچھ لوگ اسی سائنس کو پڑھ کر متکبر ہو جاتے ہیں اور ملحد (Atheist) بن جاتے ہیں (گمراہی)۔

﴿... **وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ**"اور اللہ نے اسے **علم کے باوجود** گمراہ کر دیا۔" *(سورۃ الجاثیہ: 23)*

---

3. عہدِ حاضر پر تطبیق: "اعتراض برائے اعتراض" کا مرض

آیت میں کافروں کا قول نقل ہوا: *"اللہ کا اس مثال سے کیا ارادہ ہے؟"* (یعنی یہ فضول بات ہے)۔ آج کل کے لبرلز اور ملحدین (Atheists) بالکل یہی سوال اٹھاتے ہیں:

- "اگر خدا ہے تو اس نے مچھر کیوں بنایا؟ اس سے تو ملیریا پھیلتا ہے۔"
- "خدا نے وائرس کیوں بنایا؟"

یہ آیت بتاتی ہے کہ یہ سوالات **"علم کی پیاس"** سے نہیں، بلکہ **"دل کے ٹیڑھے پن" (Fasq)** سے پیدا ہوتے ہیں۔

- **مومن کا رویہ:** وہ ریسرچ کرتا ہے تو اسے پتا چلتا ہے کہ مچھر "فوڈ چین" (Food Chain) کا اہم حصہ ہے، اگر مچھر ختم ہو جائیں تو کئی مچھلیاں اور پرندے بھوک سے مر جائیں گے۔ مومن ہر چیز میں "حکمت" تلاش کرتا ہے۔
- **کافر کا رویہ:** وہ اپنی کم عقل سے اللہ کے فیصلوں کو جج (Judge) کرتا ہے، اس لیے وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔

---

4. صحیح حدیث سے تائید (دنیا کی حیثیت مچھر کے پر برابر بھی نہیں)

اللہ تعالیٰ نے مچھر کا ذکر کر کے یہ بھی بتایا کہ تمہاری نظر میں جو دنیا بہت بڑی ہے، اللہ کی نظر میں وہ مچھر کے پر سے بھی حقیر ہے۔

اگر اللہ کی نظر میں دنیا کی قدر و **"حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:** کے برابر بھی ہوتی، تو وہ کسی کافر کو اس میں سے پانی کا ایک گھونٹ **(Wing of a Mosquito) 'مچھر کے پر'**قیمت بھی نہ پلاتا۔"

(حوالہ: سنن ترمذی: 2320 - امام ترمذی اور شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)

وضاحت: مچھر کا ذکر قرآن میں کوئی معمولی بات نہیں۔ اللہ بتا رہا ہے کہ جس چیز (دنیا) کے لیے تم لڑتے ہو، وہ اس حقیر کیڑے کے "پر" سے بھی کم تر ہے۔

ٱلَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ ٱللَّهِ مِنۢ بَعْدِ مِيثَٰقِهِۦ وَيَقْطَعُونَ مَآ أَمَرَ ٱللَّهُ بِهِۦٓ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِى ٱلْأَرْضِ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْخَٰسِرُونَ

«جو خدا کے اقرار کو مضبوط کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جس چیز (یعنی رشتہٴ قرابت) کے جوڑے رکھنے کا الله نے حکم دیا ہے اس کو قطع کئے ڈالتے ہیں اور زمین میں خرابی کرتے ہیں یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں»

پچھلی آیت میں **"فاسقین"** (نافرمانوں) کا ذکر تھا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فاسقین کی **"تین بڑی نشانیاں"** بیان کر دی ہیں جو کسی بھی قوم یا فرد کے زوال (Decline) کا سبب بنتی ہیں۔

1. عہدِ حاضر کے تناظر میں: "سوشل کنٹریکٹ" اور "تنہائی کا عذاب"

آیت کے تین حصے آج کے ہمارے معاشرتی المیوں کی مکمل تصویر ہیں:

الف) عہد توڑنا (Trust Deficit): اللہ کا عہد "توحید" بھی ہے اور بندوں کے ساتھ کیے گئے وعدے بھی۔ آج ہمارے معاشرے کا سب سے بڑا مسئلہ **"بدعہدی"** ہے۔ بزنس ڈیل ہو، شادی کا نکاح نامہ ہو، یا سیاسی وعدے—کوئی بھی اپنی بات پر قائم نہیں۔ جب "ٹرسٹ (Trust)" ختم ہو جاتا ہے تو معیشت اور معاشرہ دونوں تباہ ہو جاتے ہیں۔

ب) تعلقات کاٹنا (Atomization of Society): آیت میں فرمایا: *"وہ کاٹتے ہیں ان چیزوں کو جنہیں جوڑنے کا حکم دیا گیا"* (یعنی رشتہ داریاں اور انسانی تعلقات)۔ آج کا ماڈرن انسان **"تنہائی (Loneliness Epidemic)"** کا شکار ہے۔ ہم نے "پرائیویسی (Privacy)" اور "انڈیپینڈنس (Independence)" کے نام پر والدین کو اولڈ ہاؤسز (Old Houses) میں ڈال دیا ہے، بھائی بھائی سے نہیں بولتا، اور پڑوسی پڑوسی کو نہیں جانتا۔ یہ وہی **"قَطْعِ تَعَلُّق"** ہے جسے قرآن نے فساد کی جڑ کہا ہے۔ ہم نے انٹرنیٹ سے پوری دنیا کو جوڑ لیا لیکن اپنے ہی گھر کے رشتوں کو "کاٹ (Disconnect)" دیا۔

ج) زمین میں فساد (Environmental & Moral Corruption): فساد کا مطلب ہے چیز کو اس کی اصل حالت سے بگاڑ دینا۔ آج انسان نے جنگلات کاٹ کر، سمندر آلودہ کر کے اور آب و ہوا (Climate) کو بگاڑ کر زمین میں فساد مچایا ہے۔ یہ سب اللہ کے "عہد" (فطرت کی حفاظت) کو توڑنے کا نتیجہ ہے۔

.2سائنسی اور نفسیاتی حقیقت: رشتہ توڑنا صحت کے لیے زہر ہے

(The Science of Connection)

اللہ نے فرمایا" :*جو توڑتے ہیں... وہی خسارے (نقصان) میں ہیں۔* "جدید سائنس نے ثابت کیا ہے کہ رشتہ داریاں توڑنا انسان کو جسمانی اور ذہنی طور پر بیمار کر دیتا ہے۔

- **ہارورڈ کی 80 سالہ ریسرچ :**ہارورڈ یونیورسٹی نے دنیا کی سب سے طویل اسٹڈی (Harvard Study of Adult Development)کی کہ "انسان خوش اور صحت مند کیسے رہتا ہے؟ "نتیجہ یہ نکلا **"Good relationships keep us happier and healthier."** : (اچھے تعلقات ہی صحت اور خوشی کی ضمانت ہیں)۔
- **تنہائی، سگریٹ اور نقصان :**سائنس کہتی ہے کہ تنہائی (Loneliness) اور رشتوں کا نہ ہونا صحت کے لیے اتنا ہی نقصان دہ ہے جتنا روزانہ **15سگریٹ پینا**۔ جو لوگ رشتہ داروں اور کمیونٹی سے کٹ جاتے ہیں (قطع رحمی کرتے ہیں)، ان میں ڈپریشن، بلڈ پریشر اور ہارٹ اٹیک کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ قرآن نے سچ کہا" :**أُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْخَـٰسِرُونَ** "(یہی لوگ گھاٹے میں ہیں)۔ انھوں نے اپنی دنیاوی صحت بھی کھو دی اور آخرت بھی۔

.3تفسیر القرآن بالقرآن (عہدِ الست اور قطع رحمی)

قرآن کریم دوسرے مقامات پر اس "عہد" اور "تعلق توڑنے" کی وضاحت کرتا ہے۔

)الف) عہد کون سا تھا؟ (سورۃ الاعراف کی روشنی میں):

یہ وہ عہد ہے جو ہماری روحوں نے پیدا ہونے سے پہلے اللہ سے کیا تھا کہ "صرف تو ہی ہمارا رب ہے۔"

اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ ؕ قَالُوۡا بَلٰى ۛ شَهِدۡنَا ... ۞)"اللہ نے روحوں سے پوچھا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا: کیوں نہیں! ہم گواہی دیتے ہیں۔) "*سورۃ الاعراف: 172*(

)ب) رشتہ توڑنے والوں پر لعنت (سورۃ محمد کی روشنی میں):

سورۃ البقرہ میں انہیں "خاسرون" (نقصان اٹھانے والے) کہا گیا، جبکہ سورۃ محمد میں ان پر لعنت کی گئی ہے۔

فَهَلۡ عَسَيۡتُمۡ اِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ اَنۡ تُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَ تُقَطِّعُوۡۤا اَرۡحَامَكُمۡ ۞ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ...۞ "تو تم سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ اگر تم (اقتدار میں) آؤ تو زمین میں فساد مچاؤ گے اور **اپنے رشتوں کو کاٹ ڈالو گے**۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے، پھر انہیں بہرا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔) "*سورۃ محمد: 22-23*(

.4صحیح حدیث سے تائید (اللہ کیسے کاٹ دیتا ہے؟)

اس آیت میں "جوڑنے" کا حکم ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو رشتہ (رحم) کو جوڑتا ہے، اللہ اسے اپنے ساتھ جوڑ لیتا ہے، اور جو اسے کاٹتا ہے، اللہ اسے کاٹ دیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" : اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو 'رحم' (رشتہ داری) کھڑا ہوا اور رحمان کے دامن سے لپٹ گیا۔ اللہ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ رحم نے کہا: یہ مقام ہے اس شخص کا جو قطع رحمی (رشتہ توڑنے) سے تیری پناہ مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ **جو تجھے جوڑے میں اسے (اپنے ساتھ) جوڑوں، اور جو تجھے کاٹے میں اسے (اپنے سے) کاٹ دوں؟** رحم نے کہا: کیوں نہیں (میں راضی ہوں)۔ اللہ نے فرمایا: جا! تیرے لیے یہی فیصلہ ہے۔"

)حوالہ: صحیح بخاری: 5987 | صحیح مسلم: 2554(

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ۖ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

«(کافرو!) تم خدا سے کیوں کر منکر ہو سکتے ہو جس حال میں کہ تم بے جان تھے تو اس نے تم کو جان بخشی پھر وہی تم کو مارتا ہے پھر وہی تم کو زندہ کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے»

.1عہدِ حاضر کے تناظر میں: زندگی کا سفر(From Dust to DNA)

آیت میں انسانی زندگی کے **چار مراحل (Four Stages)** بیان کیے گئے ہیں جو جدید سائنس اور منطق کے عین مطابق ہیں:

1. **كُنْتُمْ اَمْوَاتًا (تم مردہ/بے جان تھے) :** آج کی سائنس بتاتی ہے کہ انسان کی تخلیق سے پہلے وہ **"کیمیکل عناصر** (Chemical Elements) "کی صورت میں مٹی اور پانی میں بکھرا ہوا تھا۔ کاربن، ہائیڈروجن، آکسیجن، نائٹروجن—یہ سب مردہ ایلیمنٹس تھے۔ پھر یہ ایلیمنٹس غذا بنے، والدین کے جسم میں گئے، اور وہاں سے ایک نطفہ (Sperm/Ovum) بنا۔ *سوال* :ان بے جان (Dead) کیمیکلز کو کس نے حکم دیا کہ وہ جڑ کر ایک "زندہ اور باشعور انسان" بن جائیں؟ یہ **"Life from Non-living"** کا معجزہ ہے جسے سائنس آج تک حل نہیں کر سکی(Abiogenesis Mystery) ۔
2. **فَاَحْيَاكُمْ (پھر اس نے تمہیں زندگی دی) :** ماں کے پیٹ میں روح پھونک کر تمہیں "ہلتا جلتا، سنتا اور دیکھتا" انسان بنا دیا۔ یہ وہ زندگی ہے جو ہم گزار رہے ہیں۔
3. **ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ (پھر وہ تمہیں مار ڈالے گا) :** یہ اٹل حقیقت ہے۔ دنیا کا بڑے سے بڑا ملحد (Atheist) بھی موت کا انکار نہیں کر سکتا۔ جس طرح ہم "عدم" سے آئے تھے، ویسے ہی ہمارا یہ ہارڈویئر (جسم) دوبارہ مٹی ہو جائے گا۔
4. **ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ (پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا) :** یہاں آ کر انسان شک کرتا ہے۔ لیکن منطقی بات یہ ہے کہ : **"The One who created it the first time can surely reassemble it."** اگر اللہ پہلی بار بغیر کسی نمونے کے "زیرو" سے بنا سکتا ہے، تو دوسری بار بنانا تو زیادہ آسان ہونا چاہیے (حالانکہ اللہ کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں)۔

.2تفسیر القرآن بالقرآن (دو موتیں اور دو زندگیاں)

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ انسان کی کل ہسٹری میں "دو بار موت" اور "دو بار زندگی" ہے۔ اس کی تصدیق سورۃ غافر (المومن) میں ہوتی ہے جہاں قیامت کے دن کافر خود اس حقیقت کا اقرار کریں گے۔

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا ...۝ "وہ کہیں گے: اے ہمارے رب !**تو نے ہمیں دو بار موت دی اور دو بار زندگی دی**، اب ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں۔) *"سورۃ غافر: 11(*

وضاحت:

1. **پہلی موت :**پیدائش سے پہلے کی حالت (عدم)۔
2. **پہلی زندگی :**دنیا کی موجودہ زندگی۔
3. **دوسری موت :**قبر کی حالت (برزخ)۔
4. **دوسری زندگی :**قیامت کے دن جی اٹھنا۔

انسان کا "کچھ نہ ہونا" (سورۃ الدھر کی روشنی میں):

ہَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۝ "کیا انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت نہیں گزرا جب وہ **کوئی قابلِ ذکر چیز ہی نہ تھا؟**) *"سورۃ الدھر/الانسان: 1(*

.3صحیح حدیث سے تائید (دوبارہ کیسے بنیں گے؟)

آیت میں ہے *" پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا"*۔ سائنسدان سوال کرتے ہیں کہ جب جسم مٹی میں گل سڑ کر ختم ہو جائے گا تو ڈیٹا واپس کیسے آئے گا؟ نبی کریم ﷺ نے اس کا "بائیولوجیکل کوڈ" بتایا ہے جسے **"عجب الذنب** (Tailbone) "کہا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" :انسان کا سارا جسم مٹی کھا جاتی ہے (گل سڑ جاتا ہے) سوائے ایک ہڈی کے، اور وہ **'ریڑھ کی ہڈی کا آخری مہرہ (Tailbone)** 'ہے۔ اسی سے انسان کی (پہلی بار) تخلیق ہوئی اور اسی سے (قیامت کے دن) اسے دوبارہ جوڑا جائے گا۔"

)حوالہ: صحیح بخاری: 4935 / صحیح مسلم: 2955(

سائنسی تطبیق :آج کی ایمبریولوجی (Embryology) مانتی ہے کہ ریڑھ کی ہڈی کا آخری حصہ (Primitive Streak)ہی انسان کی تشکیل کا بنیادی مرکز ہوتا ہے۔ حدیث بتا رہی ہے کہ اس میں انسان کا "جینیاتی بیک اپ " (Genetic Backup)محفوظ رہتا ہے جس سے اللہ دوبارہ زندگی دے گا۔

هُوَ ٱلَّذِى خَلَقَ لَكُم مَّا فِى ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ ٱسْتَوَىٰٓ إِلَى ٱلسَّمَآءِ فَسَوَّىٰهُنَّ سَبْعَ سَمَٰوَٰتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ

«وہی تو ہے جس نے سب چیزیں جو زمین میں ہیں تمہارے لیے پیدا کیں پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو ان کو ٹھیک سات آسمان بنا دیا اور وہ ہر چیز سے خبر دار ہے»

پچھلی آیت میں انسان کی تخلیق کا ذکر تھا۔ اب بتایا جا رہا ہے کہ اس انسان (مہمان) کی آمد سے پہلے اللہ نے اس کے لیے یہ کائنات (مہمان خانہ) کیسے سجائی۔

1. عہدِ حاضر کے تناظر میں: انسانی پروٹوکول (VIP Protocol)

آیت کا پہلا حصہ ہے: **"هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا"** (اس نے زمین میں جو کچھ ہے سب تمہارے لیے بنایا)۔

یہ انسان کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔

- **پروٹوکول:** جب کوئی بہت اہم مہمان (VIP) آنے والا ہوتا ہے، تو میزبان اس کے آنے سے پہلے گھر صاف کرتا ہے، کھانا تیار کرتا ہے، اور ہر سہولت مہیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: اے انسان! میں نے تجھے ایسے ہی نہیں بھیج دیا، بلکہ تیرے آنے سے پہلے زمین میں آکسیجن، پانی، لوہا، سونا، پھل، سبزیاں اور جانور پیدا کیے۔ یہ سب **"لَكُمْ"** (تمہارے لیے) ہیں۔

سائنسی نقطہ نظر (Fine-Tuning of the Universe): سائنسدان اسے **"Anthropic Principle"** کہتے ہیں۔ یعنی ایسا لگتا ہے کہ پوری کائنات اور زمین کو خاص طور پر "انسان" کو مدنظر رکھ کر ڈیزائن کیا گیا ہے۔

- اگر زمین سورج سے تھوڑی دور ہوتی تو ہم جم جاتے۔
- اگر قریب ہوتی تو جل جاتے۔
- اگر کشش ثقل (Gravity) تھوڑی کم زیادہ ہوتی تو زندگی ممکن نہ ہوتی۔ یہ ساری "سیٹنگز" (Settings) اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ سب کسی نے **"ہمارے لیے"** تیار کیا ہے۔

---

2. سائنسی معجزہ: سات آسمان اور فضائی تہیں

آیت کا دوسرا حصہ: **"فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ"** (پھر اس نے انہیں سات آسمان بنا دیا)۔ قرآن مجید میں "سات آسمانوں" کا ذکر بار بار آیا ہے۔ جدید دور میں ہم اسے دو طرح سے سمجھ سکتے ہیں:

(الف) زمین کی حفاظت کرنے والی 7 تہیں (Atmospheric Layers): ہماری زمین کے گرد فضا (Atmosphere) کی مختلف پرتیں (Layers) ہیں جو آسمان کی طرح چھت کا کام کرتی ہیں۔ سائنسدانوں نے انہیں بنیادی طور پر 7 تہوں میں تقسیم کیا ہے:

1. **Troposphere:** (جہاں بارش اور بادل بنتے ہیں)۔

Shutterstock

2. **Stratosphere:** (جہاں اوزون لیئر ہے)۔
3. **Mesosphere:** (جو شہاب ثاقب کو روکتی ہے)۔
4. **Thermosphere:** (انتہائی گرم تہہ)۔
5. **Exosphere:** (بیرونی تہہ)۔
6. **Ionosphere:** (ریڈیو لہروں کے لیے)۔
7. **Magnetosphere:** (مقناطیسی تہہ)۔ یہ تہیں ایک "محفوظ چھت" کی طرح کام کرتی ہیں۔

ب) کائنات کی وسعت (Multiverse/Cosmic Layers): ایک اور سائنسی نظریہ یہ ہے کہ جو کائنات ہمیں نظر آتی ہے (اربوں کہکشائیں)، یہ صرف **"پہلا آسمان"** (سماء الدنیا) ہے۔ قرآن کے مطابق اس کے اوپر مزید چھ کائناتیں (Dimensions) ہیں جو ابھی ہماری دوربینوں کی پہنچ سے باہر ہیں۔

---

3. تفسیر القرآن بالقرآن (آسمانوں کی تخلیق)

یہ سات آسمان کیسے بنے؟ قرآن دوسرے مقام پر اس کی سائنسی تفصیل بتاتا ہے کہ یہ پہلے "دھواں" (Gas/Nebula) تھے۔

﴿ثُمَّ اسۡتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ وَ ہِیَ دُخَانٌ...﴾ "...پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور **وہ اس وقت دھواں تھا**" *(سورۃ فصلت: 11)*

تطبیق: بگ بینگ (Big Bang) تھیوری بھی یہی کہتی ہے کہ کائنات شروع میں گرم گیس (Smoke/Plasma) کا گولا تھی، پھر وہ پھیلی اور مختلف کہکشائیں اور نظام وجود میں آئے۔ قرآن کا لفظ **"دُخَانٌ"** (دھواں) جدید سائنس کی اصطلاح کے بالکل قریب ہے۔

---

4. صحیح حدیث سے تائید (سات آسمانوں کی وسعت)

ہم سات آسمانوں کا تصور نہیں کر سکتے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک مثال کے ذریعے کائنات کی وسعت (Scale) سمجھائی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پہلا آسمان دوسرے آسمان کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے کسی وسیع و عریض صحرا میں **ایک چھلہ (Ring)** پڑا ہوا ہو۔ اور دوسرا آسمان تیسرے کے مقابلے میں ایسا ہی ہے (جیسے صحرا میں چھلہ)... اسی طرح ساتوں آسمانوں کا ذکر کیا)۔ اور کرسی (اللہ کی کرسی) کے مقابلے میں ساتوں آسمان ایسے ہیں جیسے صحرا میں ایک چھلہ۔"

(حوالہ: صحیح ابن حبان: 361 - محدثین نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے)